روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

جمعہ 2 نومبر 2012ء 16 ذوالحج 1433 ہجری 2 نبوت 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 253

نئے دروازے کھولنے والا

حضرت یوسف الصالحی الشامیؒ (متوفّٰی 942ھ) نے سبل الہدیٰ والرشاد میں لکھا ہے۔

یہ بھی صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس وجہ سے فاتح کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کہ آپ نے ہی رسولوں کا دروازہ کھولا ہے مطلب یہ کہ آپ ہی پیدائش میں سب سے اول تھے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے اسم خاتم کے قرینہ سے آئندہ آنے والوں شفیعوں کیلئے دروازہ کھولنے والے ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد صفحہ 611 (محمد بن یوسف الصالحی الشامی) جزاول مطبوعہ قاہرہ 1392ھ)

بہترین شخص

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کہا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو لین دین میں قرض اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں بہت اچھا ہے۔

(ابن ماجه ابواب الصدقات باب حسن القضاء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

احباب جماعت احمدیہ امریکہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ تحریر کرتے ہیں۔

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے اور عالمی طور پر یہ خبریں نشر ہو رہی ہیں کہ گزشتہ 3-4 دن سے امریکہ کا ایسٹ کوسٹ (East Cost) طوفان بادوباراں کی وجہ سے آسمانی آفت کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے، لاکھوں بے گھر ہوئے ہیں بجلی اور پانی کے علاوہ آمدورفت اور ذرائع مواصلات کا نظام معطل ہو کر رہ گیا ہے جس کی وجہ سے کاروباری زندگی بیحد متاثر ہوئی ہے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک پر اپنا فضل اور رحم نازل فرمائے اور آفات سے بچائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اطلاع دی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے متاثرہ صوبوں، علاقہ جات اور شہروں میں تمام احمدی بخیریت ہیں۔ البتہ چند گھروں میں پانی داخل ہوا ہے اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔ (الحمدللہ) سب احمدیوں کی خیر وعافیت کیلئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیاء وصدق وصفاء وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیا سے بڑھ کر اور سب سے افضل اور اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر و پاک تر ومعصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمه چشم آریه۔ روحانی خزائن جلد2ص 71)

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا (۔) وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجة۔ روحانی خزائن جلد8ص 308)

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر1

دیباچہ تفسیر القرآن ۔ رسول اکرم ﷺ کے حالات اور خلقِ عظیم

محمد رسول اللہ ﷺ

یہ مضمون بیان کرنے کے بعد کہ باوجود بہت سی الہامی کتب کے موجود ہونے کے آج سے تیرہ سَو سال پہلے دنیا ایک اَور شریعت اور ایک اَور کتاب کی محتاج تھی میں اِس مضمون کو اختصاراً لیتا ہوں کہ قرآن کریم کس شخص پر نازل ہوا اور کن حالات میں نازل ہوا۔ کیونکہ یہ مضمون بھی قرآن کریم کی اہمیت سمجھنے کے لئے نہایت ممد ہے۔ گو فلسفی مزاج لوگوں کے لئے تو اتنا دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے کہ جو مضمون اِن کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ کیا قیمت رکھتا ہے۔ چنانچہ عربی میں مثل ہے اُنْظُرْ اِلٰی مَاقِیْلَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ۔ تُو یہ دیکھ کہ جو بات کہی گئی وہ کیا ہے اور اِس بات کی طرف نہ دیکھ کہ اس کا کہنے والا کون ہے۔ مگر دنیا کی اکثریت یہ بھی دیکھنا چاہتی ہے کہ کہنے والا کون ہے۔ اور خصوصاً الہامی کتابوں کے متعلق تو یہ نہایت ضروری ہوتا ہے کہ اِن کتابوں کو پیش کرنے والوں کے یعنی اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے متعلق بھی دنیا کو یہ معلوم ہو کہ اُن کی زندگی کیسی تھی کیونکہ مذہبی قانون صرف حکم سے منوایا نہیں جاتا ہے۔ حکومت نظام کے لئے قائم ہوتی ہے اور اس کا تعلق صرف ظاہر سے ہوتا ہے اِس لئے کسی ملک کی آئینی تنظیم کے لئے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ اُس میں ایک آئین پایا جائے۔ کیونکہ قانون کا منشاء صرف اِس قدر ہوتا ہے کہ لوگوں کا ظاہر قانون کا پابند ہو جائے۔ چنانچہ عدالتوں میں کسی کی نیت بُری ثابت کرنا اُس کو مجرم نہیں بنا دیتا جب تک اُس نیت کے مطابق اُس کے فعل کا صدور بھی اُس سے ثابت نہ ہو مگر مذہبی دنیا میں ظاہر سے بھی زیادہ باطن پر زور دیا جاتا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ ظاہر کو ترک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ظاہر، باطن کی علامت ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ظاہری اصلاح کے ساتھ باطنی اصلاح بھی ہو جائے مگر باطنی اصلاح کے ساتھ ظاہری اصلاح کا ہو جانا لازمی ہے۔ جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ آگ ہو لیکن اس سے گرمی پیدا نہ ہو، اِسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ دل میں صفائی ہو اور ظاہری اعمال اُس کے مطابق نہ ہوں۔ عارضی کوتاہی یا غفلت اور بات ہے لیکن عام طور پر دل کی صفائی کے مطابق انسان کے اعمال صادر ہوتے ہیں اور دل کی صفائی کا بہترین ذریعہ اچھا نمونہ ہوتا ہے۔ قانون انسان کے دماغ پر اثر ڈالتا ہے لیکن اچھا نمونہ انسان کے دل پر اثر ڈالتا ہے۔ قانون کی حکومت فکر پر ہوتی ہے لیکن اچھے نمونہ کی حکومت جذبات پر ہوتی ہے۔ ہم صرف فکر کی اصلاح سے انسان کی روحانی اور جسمانی اصلاح نہیں کر سکتے۔ فکر کا نتیجہ غیر متواتر اعمال کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جذبات کا نتیجہ متواتر اور مسلسل اعمال کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک عام خیر خواہ انسان جس رنگ میں اپنے گردوپیش کے لوگوں کی خیر خواہی کرتا ہے اُس کی خیر خواہی کا نمونہ اُس خیر خواہی کے نمونہ سے بالکل مختلف ہوتا ہے جو ماں اپنے بچہ کے متعلق دکھاتی ہے۔ اِس لئے کہ جس کا دماغ اخلاقی تعلیم سے متأثر ہوا ہے وہ اُس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا جس کے جذبات اخلاقی تعلیم سے متأثر ہوں۔ ماں کی محبت اپنے بچہ سے اُس کے جذبات کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایک فلاسفر کی محبت اپنے ہمسایوں سے دلائلِ عقلیہ کی بناء پر ہوتی ہے۔

انبیاء کے اعمال فکری جذباتی ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے نمونہ۔ جو اعمال دلائل کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں وہ متواتر اور مسلسل نہیں ہو سکتے کیونکہ بعض دفعہ انسان کی توجہ حقیقت کی طرف نہیں پھرتی۔ بعض دفعہ اُس کے ارادہ اور عمل کے درمیان ایک لمبی سوچ اور فکر حائل ہو جاتی ہے مگر جو جذبات کے ماتحت لوگوں سے کوئی کام کرتا ہے اُس کے کام فوری ہوتے ہیں اور مسلسل ہوتے ہیں۔ ماں کو اگر کوئی لاکھ دلیل دے کہ تُو اپنے بچہ کے لئے قربانی نہ کر جو کر رہی ہے تو وہ کبھی اُس کی بات نہیں مانے گی اور بچے کی تکلیف کے متعلق وہ سوچنے نہیں بیٹھے گی۔ وہ اندھا دھند اور فوری طور پر اپنے بچہ کی خیر خواہی کے لئے وہ تدابیر اختیار کرنے کو آمادہ ہو جائے گی جو تدابیر اُس کے نزدیک اُس کے بچہ کے فائدہ کے لئے ضروری ہوں گی اور رات اور دن میں کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہوگا جب اُس کا دماغ اپنے بچہ کی خیر خواہی سے خالی ہو۔ پس حقیقی اصلاح جبھی ہو سکتی ہے کہ اخلاقِ فاضلہ بنی نوع انسان کے جذبات کا حصہ بنا دیئے جائیں۔ وہ اخلاق کے مطالبات کو فکر کے بعد پورا نہ کریں بلکہ اخلاقی مطالبات کو اپنی ذات میں محسوس کرنے لگیں۔ جذبات کو بعض لوگ بُرا کہتے ہیں لیکن جذبات بُرے ہی نہیں اچھے بھی ہوتے ہیں۔ جذبہ کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ ارادہ اور عمل کے درمیان جو فکر کی لمبی دیوار کھڑی ہوتی ہے وہ چھوٹی کر دی جائے یا بالکل اُڑا دی جائے تا کہ انسانی اعمال محدود ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ جذبات کی وجہ سے وہ سینکڑوں گنے زیادہ ترقی کر جائیں۔ جو شخص خالی فکر سے کام لیتا ہے وہ بہت سا وقت سوچنے اور غور کرنے میں گزار دیتا ہے۔ لیکن جو شخص ایک دفعہ سوچ کر اور غور کر کے ایک سچائی کو معلوم کر لیتا ہے اور ایک نیکی کو پا لیتا ہے پھر وہ اُس سچائی اور نیکی کو اپنے دل کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور اسے اپنے جذبات کا حصہ بنا دیتا ہے تو وہ اُس نیکی اور سچائی پر عمل کرنے میں اتنا تیز اور پھرتیلا ہوتا ہے کہ وہ شخص جو صرف فکر سے کام لینے کا عادی ہے اُس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ فکر سے کام لینے والا جتنی دیر میں ایک کام کرے گا جذبات سے کام لینے والا اُتنی دیر میں بیسیوں کام کر جائے گا اور ہم اس جذبات سے کام لینے والے شخص کو وحشی نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ جذبات کا غلام نہیں ہے بلکہ پہلے اُس نے فکر اور غور سے سچائیوں اور نیکیوں کو دریافت کیا اس کے بعد اُس نے اُن سچائیوں اور نیکیوں کو اپنے جذبات کا حصہ بنا لیا۔ پس ایسے شخص کا جذباتی عمل غیر ارادی نہیں ہوتا بلکہ ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ یہ اُس کام کو جو ایک دفعہ فکر سے لے چکا ہے بار بار دُہرانا نہیں چاہتا اور ایک ایسا کام جو پہلے کیا جا چکا ہو اُس کو بغیر ضرورت دُہرانا عقلمندی تو نہیں بیوقوفی کی بات ہے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی اصلاح اُس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک سچائیاں اور نیکیاں انسان کے جذبات کا جزو نہ بن جائیں۔ جب تک انسان صرف فکر کی اتباع کرے گا وہ دُبدَھا اور شک اور دیر کا شکار رہے گا۔ جب وہ سچائیوں اور نیکیوں کے اصول کو فکر اور غور سے معلوم کر کے اپنے جذبات کا حصہ بنا لے گا تو دُبدَھا اور شک اور دیر سے وہ محفوظ ہو جائے گا۔ وہ سچائیوں پر عمل کرے گا اور نیکیاں ظاہر کرے گا مگر بغیر تردّد کے، بغیر شبہ کے، بغیر دُبدَھا کے۔ اور یہ چیز جیسا کہ میں نے بتایا ہے بغیر اچھے نمونہ کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہم عقلی دلیل سے اپنے دماغ کو تسلی دیتے ہیں۔ عقلی دلیل محبت کے جذبات کو نہیں اُبھارا کرتی۔ محبت کے جذبات کو قربانی اور ایثار کا نمونہ ہی اُبھارا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کے الفاظ کتنے ہی شاندار ہوں اُن سے وہ سوز و گداز پیدا نہیں ہو سکتا جو ایک انسان کو سوز و گداز سے عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ خالی نمونہ بھی ٹھوکر کا موجب ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک فکر پاکیزہ نہ ہو جذبات رسم و رواج کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور رسم و رواج عقل اور دانائی کو قتل کر دینے والی چیزیں ہیں۔ پس ایک ہی وقت میں مدلل تعلیم کی بھی ضرورت ہے اور پاک نمونہ کی بھی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آسمانی کتابیں ہمیشہ نبیوں پر نازل ہوتی رہی ہیں۔ خالی کتاب کبھی آسمان سے نہیں پھینکی گئی۔ کتاب انسان کے دماغ کو نور بخشتی ہے اور نمونہ اُس کتاب کے مضمون کو انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور اُس کے جذبات کا حصہ بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن میدانوں میں خدا تعالیٰ کے انبیاء کامیاب ہوئے ہیں فلاسفر اُن میدانوں میں ہمیشہ ناکام ہوئے ہیں کیونکہ فلاسفر اپنے فلسفوں سے ہمیشہ لوگوں کے دماغوں کی اصلاح کی فکر کرتے ہیں مگر اپنے اچھے نمونہ سے اُن کے دلوں کی اصلاح نہیں کرتے۔ جبکہ انبیاء آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے لوگوں کے دماغوں کو بھی نور بخشتے ہیں اور اپنے نمونہ کے ذریعہ سے اُن کے دلوں کو بھی پاک کرتے ہیں اور اُن کی ذات میں جو خدا تعالیٰ کے معجزات اور نشانات ظاہر ہوتے ہیں وہ لوگوں کے ایمان اور یقین کو بڑھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اِس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں یہ ضروری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کچھ حالات بھی اِس موقع پر بیان کر دیئے جائیں۔

آنحضرت ﷺ کے حالاتِ زندگی خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان اور اِسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات جتنے ظاہر ہیں اور کسی نبی کی زندگی کے حالات اتنے ظاہر نہیں۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تفصیل کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنے اعتراض ہوئے ہیں اتنے اعتراض اور کسی نبی کے وجود پر نہیں ہوئے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان اعتراضوں کے حل ہو جانے کے بعد جس طرح شرح صدر اور جس اخلاص سے ایک انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کر سکتا ہے اور کسی انسان کی ذات سے اتنی محبت ہرگز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جن کی زندگیاں پوشیدہ ہوتی ہیں اُن کی محبت میں رخنہ پڑ جانے کا احتمال ہمیشہ رہتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو ایک کھلی کتاب تھی۔ دشمن کے اعتراضات حل ہونے کے بعد کوئی ایسا کونہ نہیں رہتا جس پر سے مرنے کے بعد آپ کی زندگی کے متعلق ایک نیا زاویہ نگاہ ہمارے سامنے آ سکتا ہو۔ نہ کوئی تہہ ایسی باقی رہتی

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی ان فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے

دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُس کی ایک پہچان ہونی چاہئے اور آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے

علم بیشک بہت بڑی دولت ہے اور اس کے لئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے

خدام الاحمدیہ نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہیں گے۔ خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کر دیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں

اے خدام احمدیت! اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کر کے دین کے محافظ بن جاؤ

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ 18 ستمبر 2011ء بمقام بادکروزناخ (Bad Kreuznach) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 149 کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ آپ نے رپورٹ میں بھی سن لیا اور آپ سب جانتے ہیں لیکن دنیا کو بتانے کے لئے مَیں بتا رہا ہوں کہ آج خدام الاحمدیہ جرمنی کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے اور اسی طرح خدام الاحمدیہ برطانیہ کا اجتماع بھی اس وقت LIVE ٹرانسمیشن کے ذریعہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ جرمنی کا اجتماع بھی میری اس تقریر کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگوں نے اس اجتماع کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔ شاید جرمنی کے خدام الاحمدیہ کا یہ تیسرا اجتماع ہے جس میں مَیں شامل ہو رہا ہوں۔ ہمارا جو خدام الاحمدیہ کا مرکزی ڈیسک ہے اس کے ذریعہ سے گو صدر خدام الاحمدیہ جرمنی کا ایک ہلکا سا پیغام ملا تھا کہ میں جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں لیکن وہ پیغام اتنا لیٹ تھا کہ اُس سے پہلے مَیں خود ہی یہاں آنے کا ایک پروگرام بنا چکا تھا۔ اس لئے بہرحال ان کی شاید نیت اور ہو ڈرتے ڈرتے انہوں نے پیغام دے دیا اور وہ پیغام بھی بڑے ڈرتے ڈرتے مجھے ملا تھا کیونکہ اُس میں کوئی ایسی پُرجوش دعوت نظر نہیں آ رہی تھی۔ بہرحال یہ صدر صاحب کی خواہش تھی یا جو بھی دلی جوش سے پیغام تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا، میں اس سے پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ اس سال جرمنی کے اجتماع میں شامل ہوں اگرچہ انہیں تاریخوں میں خدام الاحمدیہ یوکے (UK) کا جو اجتماع ہے اُس کو چھوڑنا پڑے گا۔

بہرحال جماعت احمدیہ جرمنی فعال جماعتوں میں سے ہے اور خدام الاحمدیہ جرمنی بھی اُن فعال مجالس میں سے ہے جن کے اجتماعوں میں شامل ہونے کو دل کرتا ہے۔ اس لئے مَیں نے پروگرام بنایا کہ ضرور شامل ہوں۔ اللہ کرے کہ جرمنی کا یہ دورہ اور خدام اور لجنہ کے اجتماعات میں میرا شامل ہونا جماعت جرمنی اور خاص طور پر دونوں ذیلی تنظیموں بلکہ انصار اللہ کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا جرمنی کی جماعت اور ذیلی تنظیمیں فعال جماعتوں اور تنظیموں میں شامل ہیں۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ایک کوشش کے بعد ایک اعزاز تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اُس اعزاز کو قائم رکھنا، یہ بہت زیادہ کوشش کا تقاضا کرتا ہے اور بہت زیادہ محنت طلب کام ہے اور جب تک پورا جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں اس حقیقت کو سمجھ کر اپنا اپنا کردار ادا نہیں کرتیں، اُس اعزاز کو قائم نہیں رکھ سکتیں جس تک وہ پہنچ چکی ہوں۔

پس یہ بیشک ایک خوشی کا مقام ہے کہ خدام الاحمدیہ جرمنی اوپر کی چند اچھی مجالس میں سے ایک ہے۔ لیکن اس بات کو کہ آپ فعال مجالس میں سے ایک ہیں، آپ لوگوں کو فکر میں ڈالنے والا ہونا چاہئے۔ اس لئے بھی کہ ہم نے جو مقام حاصل کیا ہے کہیں اُس سے نیچے نہ گر جائیں اور اس لئے بھی کہ مومن کی یہی شان ہے اور ترقی کرنے والی قوموں کا یہ نشان ہے کہ اُن کے قدم آگے کی طرف بڑھتے ہیں اور جو الٰہی جماعتیں ہوتی ہیں اُن کی آگے بڑھنے کی ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔ اُن کے مقاصد اور ہوتے ہیں جن کو وہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ الٰہی جماعتیں اور اُن کے ماننے والے دنیا کی جاہ و حشمت اور مال و دولت کو اوّلین ترجیح نہیں دیتے۔ گو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اِس کو بھی حاصل کرتے ہیں اور کرنا چاہئے تاکہ اس کو دین کے تابع کر کے دین کی ترقی کا ذریعہ بنائیں۔ لیکن اصل میں یہ الٰہی حکم اُن کے پیش نظر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اِس کو بیان فرمایا ہے۔ اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی بیان فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

’’اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔‘‘

پس یہ وہ مطمح نظر ہے جسے ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دنیا میں ترقی اُس وقت ہوتی ہے جب کوئی مقصد سامنے ہو۔ اگر مقصد نہیں تو ترقی بھی نہیں ہوتی۔ سائنس میں نئی نئی ایجادات اس لئے ہو رہی ہیں کہ ایک مقصد کو قائم کر کے اُس کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ پہلے ایک خیال قائم کیا جاتا ہے۔ پھر اُس خیال تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے تلاش کئے جاتے ہیں۔ پھر اس ریسرچ کے لئے وہاں پہنچنے کے لئے اخراجات ہوتے ہیں۔ حکومتوں سے مدد مانگی جاتی ہے۔ فنڈ لئے جاتے ہیں، سالوں محنت کی جاتی ہے، پھر ایک نئی چیز سامنے آتی ہے۔ اور جتنا ریسرچ پہ خرچ ہوتا ہے وہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت میں اس کو کمرشلائیز (Commercialise) نہ کیا جائے تو شاید ان کمپنیوں کا دیوالیہ ہو جائے۔ لیکن بہت ساری ریسرچ اس لئے بھی ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے تحقیق ہوتی ہے کہ دنیا کو فائدہ پہنچایا جائے اور اس کے لئے حکومتیں بہت بڑے بڑے بجٹ رکھتی ہیں۔ بعض ریسرچ ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کے فائدے کے لئے ہیں اور بعض بے فائدہ بھی ہیں بلکہ الٹا نقصان ان سے پہنچتا ہے۔

احمدی طلباء کو میں ریسرچ میں جانے کا جو کہتا ہوں تو ایک تو اس لئے کہ ایک احمدی کے علم میں اضافہ ہونا چاہئے اور یہ بڑا ضروری ہے اور ایک اس لئے کہ انسانیت کے فائدے کے لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے وہ کرنی چاہئے۔ ایک اس لئے کہ ملک کی ترقی کے لئے احمدی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ ایک اس لئے کہ جماعت کا فرد ہونے کی

حیثیت سے ایک احمدی کو اپنا مقام منوانا چاہئے کہ میں ایک احمدی ہوں اور میری ایک شان ہے اور میرا ایک مقام ہے۔ دنیا میں کہیں بھی احمدی بستا ہو اُس کی ایک پہچان ہونی چاہئے اور آج کل بلکہ ہمیشہ سے علم ایک بہت بڑی دولت ہے جس کے ذریعے سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا بعض ریسرچ بے فائدہ ہوتی ہے اور ایک مومن کو اس سے بچنا چاہئے۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل رکھتے ہوئے اُسے روکنا چاہئے۔ اگر ہمارے نوجوان پڑھے لکھے نہیں ہوں گے، ریسرچ میں نہیں ہوں گے تو ان نئی تحقیقات کی اچھائیاں، برائیاں کس طرح بتا سکیں گے۔ الیکٹرانکس کی ٹیکنالوجی میں آج دنیا آگے بڑھ رہی ہے تو بعض لغویات کا نفوذ بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ بیہودگیاں بھی پھیل رہی ہیں، جس سے نئی نسل کے اور قوم کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ اسی طرح بیالوجی میں کلوننگ وغیرہ کی جو ریسرچ ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں، خلق میں دخل اندازی ہے۔ اس ریسرچ پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مخلوق میں جو یہ تبدیلیاں کرنے کی کوشش کر رہے ہو، یہ تمہیں آخر کار جہنم میں لے جانے والی بنیں گی۔ پس احمدی کی ریسرچ یا کسی مقصد کے حصول کے لئے کوشش اُس کام میں ہوگی اور ہونی چاہئے جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ علم بیشک بہت بڑی دولت ہے اور اس کے لئے محنت کرنی چاہئے لیکن ایک احمدی کا سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور علم کو اُس کے تابع کرنا ہے۔

پس یہ دنیاوی ریسرچ اور دنیاوی علوم میں ترقی کرنا بھی بیشک ہمارا مطمحِ نظر ہے اور اس سوچ کے ساتھ ہے کہ اس کو دین کے تابع کرکے دین اور انسانیت کے لئے کارآمد اور مفید بنانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کا کام ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ ایک احمدی نوجوان یا شخص اگر اپنی دنیاوی تعلیم اور تحقیق میں آگے بڑھ گیا ہے جو انسانیت کے لئے مفید اور کارآمد بھی ہے لیکن اگر اس کا خدا تعالیٰ کے حق ادا کرنے کا خانہ خالی ہے تو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔ اگر اپنے علم کے اعلیٰ مقاصد کے حصول میں ترقی کر رہا ہے اور بندوں کے حق ادا نہیں کر رہا تو وہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔

پس ہمیں ان باتوں کی تلاش بھی کرنی پڑے گی جن کو خدا تعالیٰ نے خیرات اور نیکیوں میں شمار فرمایا ہے کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان کر ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے اور جو ترقی ہمیں خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے سے روکتی ہے، جو ترقی ہمیں دین کے حق ادا کرنے سے روکتی ہے وہ ترقی نہیں بلکہ جہالت ہے۔ مثلاً دین اور خدا تعالیٰ کی بندگی کے حق ادا کرنے کی بات ہے تو اُس کی ایک موٹی مثال مَیں دیتا ہوں۔ **عید ایک ایسا (-) تہوار ہے جس میں سوائے اشد مجبوری کے شامل ہونا ضروری ہے۔** اب دیکھا گیا ہے کہ بعض سٹوڈنٹس اپنی یونیورسٹی یا سکول، کالج کی کلاسوں کا بہانہ کرکے اس میں شامل نہیں ہوتے۔ حالانکہ اپنے طور پر اگر چاہیں تو کئی کئی دن کی چھٹیاں کر لیتے ہیں۔ ابھی چونکہ حال ہی میں عید گزری ہے اس لئے اُس کی مثال میرے سامنے آئی ہے۔ بعض لڑکوں کو مَیں جانتا ہوں کہ انہوں نے مجبوری کا عذر کیا ہے۔ حالانکہ اگر پہلے ہی پلان کرکے یونیورسٹی کو یا کالج اور سکول کو بتایا ہوتا تو رخصت بھی مل جاتی۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لوگ جو اس مغربی ماحول میں رہ رہے ہیں، جہاں دینی قدروں کی اہمیت بہت کم ہے۔ اگر آپ احمدیوں نے، جن کا دعویٰ ہے کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح ہم میں پھونکی ہے، اور اپنے ہر اجتماع اور اجلاس میں ہم عہد دہراتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اگر آپ لوگوں نے دین کے بارے میں کمزوری دکھائی تو یہ ان نیکیوں میں آگے بڑھنے کے خلاف ہے جن کی طرف خدا تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ ہمیں بلا رہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا بعض مجبوریوں میں تو بعض فرض عبادتیں بھی آگے پیچھے ہو جاتی ہیں اور نوافل بھی چھوڑے جا سکتے ہیں۔ جیسے امتحان وغیرہ کی بعض دفعہ طلباء کو مجبوری ہو جاتی ہے۔ لیکن صرف کلاسوں کے لئے، صرف اپنے کاروبار کے نقصان سے بچنے کے لئے، صرف اپنے دنیاوی مقاصد کے لئے، دین کو پسِ پُشت ڈالنا اور دنیا کو آگے رکھنا، یہ بات اپنے عہدوں کے پورا کرنے کی نفی کرتی ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ ہم جو احمدی کہلاتے ہیں اور یہ احمدی نام جو حضرت مسیح موعود نے جماعت کا رکھا ہے تو یہ اس لئے رکھا تھا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ احمدی زمانے کے امام کو ماننے والے (-) ہیں، اور زمانے کے امام کو مان کر اس لحاظ سے دوسروں سے مختلف ہو گئے ہیں کہ ان کا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے۔ آج (-) کی عزت اور پاس ہم نے رکھنا ہے۔ یہ ہمارے پر فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود کی توقعات پر ہم نے پورا اترنے کی کوشش کرنی ہے اور کوشش کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ سستیاں دکھاتے رہے اور کہہ دیا کہ ہم نے کوشش کی تھی اور کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام تر صلاحتوں کے ساتھ نیکیوں کے حصول کی کوشش کرنی ہے اور کوشش یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس مقصد کے حصول اور حضرت مسیح موعود کے نام کی عزت کے لئے قربانی کی حد تک لے کر جانا ہے۔ پھر معاملہ خدا پہ چھوڑنا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے۔ کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’پس اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونا چاہئے۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔‘‘ فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے۔‘‘ فرمایا: ’’ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455,456)

پس اللہ تعالیٰ نے جو مطمحِ نظر ہمارا مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ ایک جگہ کھڑے نہ ہو جاؤ۔ اسی پر قناعت نہ کر لو کہ ہم نے بہت نیکیاں کر لیں۔ ہم نے پانچ وقت نمازیں پڑھ لیں۔ یہ بہت ہی بڑی نیکی ہے۔ نہیں! بلکہ ہر قسم کی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ اور ایک جگہ کھڑے ہونے والے اور نیکی میں ترقی نہ کرنے والے کی مثال حضرت مسیح موعود نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جیسے کھڑا پانی ہو۔ چلتا پانی ہمیشہ صاف شفاف رہتا ہے۔ گند کو بہا کر لے جاتا ہے۔ لیکن کھڑا پانی آہستہ آہستہ بدبودار ہو جاتا ہے۔ پس انسانی فطرت میں بھی یہی ہے۔ اگر اس میں یہ احساس نہیں کہ اپنی نیکیوں کو ہر وقت ٹٹولتا رہے، جائزہ لیتا رہے۔ یہ جائزہ لے کہ کہیں وہ ایک جگہ کھڑا تو نہیں۔ اگر کھڑا ہے تو یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہزاروں چور، ڈاکو، شیطان اُس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جو اُس کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے اور پھر انسان کھڑے پانی کی طرح ہو جائے گا۔ جو کچھ عرصے بعد بدبودار پانی بن جاتا ہے، جو نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

پس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ کا وہ طبقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو اس تنظیم سے منسلک کیا ہے جو احمدیت کے خدام ہیں۔ جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور اس کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ خلیفہ وقت کا ہر حکم جو معروف ہے جو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کی طرف توجہ دلانے والا ہے، اس پر عمل کرنے کیلئے ساری قوتیں صرف کر دیں گے پس آپ اپنے عہد کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے کتنے یورو یا پاؤنڈ کمائے؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے کتنا دنیاوی علم حاصل کیا؟ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں پوچھنا کہ تم نے اپنے دنیاوی مقاصد کو کس حد تک حاصل کر لیا؟ ہاں جس بات کا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں پوچھوں گا وہ یہ ہے کہ تم نے کس حد تک اپنے عہد کو اپنی تمام تر طاقتوں سے نبھانے کی کوشش کی۔ تم نے کس حد تک میرے حُکموں پر عمل کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آؤ اور میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ پس یہ وہ عظیم مطمحِ نظر ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے ہمیں اس راستے پر ڈال دیا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا راستہ ہے۔ اور نیکیوں میں یہ آگے بڑھنا صرف ذاتی فائدہ کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کو بیان فرما کر اور ہر فردِ جماعت کو اس طرف توجہ دلا کر قومی اور جماعتی ترقی کا ایک ایسا گُر بھی بتا دیا ہے جس پر چل کر ہماری جماعتی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گُنا ہو سکتی ہے اور قومی ترقی کی رفتار بھی ہزاروں گنا ہو سکتی ہے۔ صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کا راز یہی تھا کہ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا کمزوری یا برائی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا کہ فلاں شخص میں کیا خوبی اور نیکی ہے اور اُس سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ یہ باتیں ہیں جن میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔ اگر دوسری نیکیاں ہیں تو اس میں ہر ایک نے بڑھنے کی کوشش کی۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بہت زیادہ مال و دولت ان کے پاس آیا تو اس میں سے نصف اُٹھا کر لے آئے کہ آج میں حضرت ابوبکرؓ سے آگے نکل جاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ سارا سامان لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں بھی کچھ چھوڑا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ سب گھر کا تمام سامان لے آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا اور کہا کہ مَیں نصف لا کر بڑا فخر کر رہا تھا۔ میں کبھی بھی حضرت ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ تو یہ مسابقت کی روح تھی جو اُن لوگوں میں آگے بڑھنے کے لئے تھی۔

پھر صحابہؓ ہی تھے جن کی آنکھوں سے اس بات پر آنسو بہتے تھے کہ آج ہمارے پاس بھی مال ہوتا، سواری ہوتی، ہتھیار ہوتے تو ہم بھی جہاد میں حصہ لے سکتے تھے۔ پھر صدقہ و خیرات میں آگے بڑھنے والے لوگ تھے تو غریب لوگوں کو خیال آیا کہ یہ ہمارے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یہ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو تو تمہاری بھی یہ صدقہ و خیرات کی کمی پوری ہو جائے

گی۔ کچھ دنوں کے بعد امیر لوگوں نے بھی یہ پڑھنا شروع کر دیا۔ تو اس طرح ہر ایک میں ایک مسابقت کی روح تھی۔ نیکی میں آگے بڑھنے کی روح تھی جس کو ان لوگوں نے اختیار کیا اور پھر دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ بچوں اور نوجوانوں نے اس زمانے میں یہ نہیں سوچا کہ یہ عبادتیں کرنا اور نیکیوں میں آگے بڑھنا بڑوں کا اور بوڑھوں کا کام ہے۔ بلکہ نوجوان صحابہؓ نے بھی کوشش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض دفعہ ساری ساری رات عبادت بھی کی، اپنے معیار بڑھائے۔ بلکہ ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں میں نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گئی تھی جنہوں نے نیکیوں میں سبقت لے جا کر اسلام کے حق میں سیسہ پلائی دیوار کا کردار ادا کیا ہے۔

آج مسیح (-) بھی جن کو آخرین میں ہونے کے باوجود اوّلین سے ملنے کی خوشخبری ملی ہے ہم سے یہی تقاضا فرما رہے ہیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھو، تا خدا تعالیٰ کی نصرت شامل ہو اور جماعت من حیث الجماعت، ترقی کی منازل چھلانگیں مارتی ہوئی طے کرتی چلی جائے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے مثال دے کر فرمایا ہے کہ کھڑا پانی بدبودار ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی نیکی کو اختیار کرنا اور اُس میں آگے بڑھنا ہی ایک احمدی کو جماعتی ترقی میں صحیح کردار ادا کرنے والا بنائے گا، ایک نوجوان کو بنائے گا، ایک بچے کو بنائے گا۔ جب تک ہم سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اس سوچ کو اپنے اوپر حاوی نہیں کر لیں گے کہ آج اس زمانے میں (-) کی فتح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر کر رکھی ہے اور ہم حضرت مسیح موعود کی جماعت کا ایک حصہ ہیں، جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے دست و بازو بن کر خدا تعالیٰ کی اس تقدیر میں حصہ دار بننا ہے تو اُس وقت تک ہم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

پس یہ سوچ ہمیں ہر وقت اپنے اوپر طاری رکھنی پڑے گی۔ سورۂ کہف میں بھی جب دین کو محفوظ کرنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بچانے اور اُس پر عمل کرنے کا ذکر ملتا ہے تو نوجوانوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔ تو کیا آج مسیح (-) کے خدام، وہ نوجوان جنہوں نے یہ عہد بھی کیا ہے اور خلافت کے زیرِ سایہ اس عہد کو ہمیشہ دہراتے بھی رہتے ہیں۔ وہ اپنا کردار ادا نہیں کریں گے؟ اور دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے کر چلنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ یقیناً جس طرح ہمارے سابق اسلاف کرتے آئے ہیں آج بھی کریں گے۔ انشاء اللہ۔ **بلکہ مَیں تو کچھ عرصہ سے بعض نوجوانوں کے چہروں پر وہ عزم دیکھ رہا ہوں جو اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ ہم اپنے عملی نمونے دکھا کر، اپنے علم میں اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کر کے اس ملک کے کونے کونے میں احمدیت اور حقیقی (-) کا پیغام پہنچا کر اس قوم کی دنیا اور عاقبت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ۔** پس آج میں آپ نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ چند ایک کا سوال نہیں ہے بلکہ اُن تمام نوجوانوں کو جو اپنے آپ کو مسیح (-) سے منسوب کرتے ہیں آج ایک عزم کرنا ہو گا، ایک عہد کی تجدید کرنی ہو گی اور اس عہد کی تجدید کر کے یہاں سے اُٹھنا ہو گا کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے اور اس کو پھیلانے کے لئے ہم ہر قربانی دیں گے۔ اپنی دنیاوی خواہشات کو پس پشت ڈال دیں گے۔

حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ نوجوان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ ہم جماعت احمدیہ کا ایک ایسا مفید وجود ہیں جس نے اپنی تمام تر صلاحیتیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے اور جماعت کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کرنے، نیکیوں میں اعلیٰ مقام پیدا کرنے اور ان میں بڑھتے چلے جانے کے لئے صرف کرنی ہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے بڑے کیا کر رہے ہیں۔ اگر بڑے اپنا کردار ادا نہیں کر رہے تو یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ پھر ہم کیوں کریں۔ اُن کی مثال آپ نے نہیں دیکھنی۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ اگر تم فلاں کو دیکھ کر اپنا حق اور فرض ادا نہیں کر رہے تو فلاں کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔ جس کا نمونہ تم نے دیکھا تھا اُس کو سزا ملے گی اور تم بخش دیئے جاؤ گے۔ جس شخص کو دیکھ کر تم آپ بھی اپنی اصلاح نہیں کر رہے، اُس شخص کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک کرنا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہر ایک کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات ہوتے ہیں لیکن تمہیں خدا تعالیٰ کی بات نہ ماننے اور اپنے عہد کو نہ نبھانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور پوچھے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس نہ کسی کی نیکیوں نے کسی دوسرے کو بخشوانا ہے اور نہ کسی کے غلط کاموں نے کسی دوسرے کو سزا دلوانی ہے۔ ہر ایک اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کے بڑے اپنا کردار ادا نہیں کر رہے تو نوجوان سامنے آئیں اور اپنی ذمہ داری سمجھیں، لجنہ سامنے آئے اور اپنی ذمہ داری سمجھے تا کہ جماعت کا کام آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور جب جماعتی نظام بھی اور تمام ذیلی تنظیمیں بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہوں گی، فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے حصول کے لئے ہر ایک کوشش کر رہا ہو گا تو جماعت کی ترقی کئی گُنا ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ ایک قدم اوپر جا کر نیچے رہنے والوں کا ہاتھ پکڑ کر اُنہیں بھی اوپر لائیں۔ اگر نوجوان بہت اوپر چلے جائیں تو رسہ پھینک کر، سیڑھیاں لگا کر کمزوروں کو بھی اوپر کھینچنے کی کوشش کریں۔ اگر نوجوان نیکیوں میں آگے بڑھیں گے تو پھر سچائی کے پرچار اور اسے اپنے اوپر لاگو کرنے میں بھی آگے بڑھیں گے۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی آگے بڑھیں گے۔ جب نوجوانوں کے یہ قدم آگے بڑھ رہے ہوں گے تو اگر بڑوں میں کمزوری ہے تو اُنہیں خود بخود شرم آ جائے گی۔ آپ لوگ راستے دکھانے والے بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن جائیں گے۔

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ یہاں بڑوں کی اکثریت نیکیوں کی طرف توجہ دینے والی نہیں ہے یا دنیا کے کسی بھی ملک میں یہ توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں نوجوانوں کے ذہنوں سے اس بات کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کا یہ بہانہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ ہم نے تو بڑوں کے نمونے دیکھنے ہیں۔ خلیفۂ وقت جب جماعت سے مخاطب ہوتا ہے تو اُس میں نوجوان بھی شامل ہیں، بوڑھے بھی شامل ہیں، مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہ کبھی کسی خلیفۂ وقت نے نہیں کہا، یہ کہیں حضرت مسیح موعود نے نہیں فرمایا، یہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمایا، یہ کہیں قرآن کریم کی تعلیم میں ہمیں نظر نہیں آتا کہ نوجوانوں سے پہلے بوڑھے مخاطب ہوں۔ اگر اس طرح کی بات ہو تو جماعتی ترقی رک جائے کہ جب تک سب بڑے بوڑھے ٹھیک نہ ہو جائیں نوجوانوں کی بھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پس ہر ایک کو اپنی ذمہ داری سمجھنی ہو گی۔ اس مقصد کے لئے آپ کی علیحدہ ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس مقصد کو سمجھنا ہو گا کہ کیوں آپ علیحدہ خدام الاحمدیہ کے نام سے موسوم ہیں؟ کیوں تنظیم بنی ہے؟ اس مقصد کے لئے آپ کے مختلف پروگرام اور اجتماعات ہوتے ہیں۔ اور آپ نوجوان ہی ہیں جنہوں نے آئندہ جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

اگر آج اس مقصد کو آپ سمجھ لیں جو آپ کی تنظیم کا ہے تو کل کے آنے والے نوجوانوں کی آپ پر کبھی اس بات پر اُنگلی نہیں اُٹھے گی کہ ہمارے بڑے کام نہیں کر رہے، کیونکہ کل کو آپ نے بڑے بننا ہے، یا یہ کہ انہوں نے کام نہیں کیا اور ترقی کی رفتار رک گئی۔ اس بات کو یاد رکھیں کہ آج کے نوجوان کل کے بڑے ہیں۔ اور آج آپ کی اصلاح نے ہی آئندہ قوم اور جماعت کی ترقی کے راستے متعین کرنے ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے یہ فقرہ کہہ کر نوجوانوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔‘‘ پس آپ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اگر ایک بچہ ایک بزرگ کو جس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا، جو بزرگ نیکیوں میں آگے بڑھا ہوا تھا، جس کی مثال ہمیں واقعات میں ملتی ہے، جو دنیا کے لئے علم و عرفان سکھانے کا ذریعہ بنا ہوا تھا، جو تقویٰ پر چلنے والا انسان تھا۔ اس بزرگ کو اگر ایک بچہ ایک فقرے میں توجہ دلا سکتا ہے کہ اگر میں پھسلا تو صرف مجھے چوٹ لگے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو ایک قوم کو لے ڈوبیں گے۔ تو آپ نوجوان بھی اپنے عمل سے اپنے بڑوں کو، اگر آپ کے خیال میں وہ اپنا حق ادا نہیں کر رہے، فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے اعلیٰ معیار ادا کر کے توجہ دلا سکتے ہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی جنہوں نے اس وقت دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے اپنی نیکیوں کے اعلیٰ معیار قائم کر کے ہی اس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اپنا عہد نہیں نبھایا۔ عہد دہراتے تو رہے لیکن اس کو پورا نہیں کیا اور یہ قوم جس میں تم رہ رہے تھے جو حق کی متلاشی تھی اسے حق پہنچانے کا حق ادا نہیں کیا۔ جرمنوں میں ایک بڑی تعداد میں حق کی تلاش شروع ہو چکی ہے اور ان کو صحیح راستہ دکھانا آج احمدی نوجوانوں کا ہی کام ہے۔ پس آپ نوجوان اور ان لوگوں کو اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنا ہو گا۔

خدام الاحمدیہ میں دو قسم کے جوان ہیں۔ ایک بالکل نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے۔ ایک جن کی جوانی ڈھل رہی ہے لیکن جوان ہیں۔ جو خدام الاحمدیہ کی آخری عمر میں ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی، بہنیں اور بچے بھی آپ کے نمونے دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے نمونے نہیں دکھائیں گے تو ان کی ٹھوکر کا باعث بن رہے ہونگے۔ اگر آپ نے اپنا حق ادا نہ کیا تو آپ ان لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بنیں گے۔ پس ایک احمدی نوجوان ایک وقت میں وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور اسی لمحے، اسی وقت وہ ایک بزرگ بھی ہے۔ ایک خادم وہ بچہ بھی ہے جس نے بزرگ کو سبق دیا اور وہ بزرگ بھی ہے جس نے نسلوں کو سنبھالنا ہے۔ جس کے پیچھے ایک نسل ہے، ایک قوم ہے، جس کی راہنمائی کر کے اسے نیکیوں میں سبقت لے جانے کے راستے دکھانے ہیں اور جب ہمارے نوجوان، ہمارے خدام جو اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کے نام سے پکارتے ہیں، اس حقیقت کو جان لیں گے تو یہ دنیا آپ کے زیر کر دی جائے گی۔ آپ کے تحت اقدام کر دی جائے گی۔ اس کی سربراہی آپ کے ذمے آ جائے گی اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے نئے نظارے دیکھیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدمت دین اور نیکیوں میں آگے بڑھنا جو ہے یہ کسی کی میراث نہیں ہے۔ وراثت میں نہیں ملتا۔ جو بھی نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ

سے مدد مانگتے ہوئے آگے آئے گا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پانے والا بنے گا۔ اُن میں شامل ہوگا جو جماعت کی خدمات میں مقام پانے والے ہیں۔

یہ قانون شریعت بھی ہے اور قانون قدرت بھی ہے۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو میری طرف آنے کی تلاش کرے گا، ہدایت کی تلاش کرے گا، میں اسے ہدایت کے راستے دکھاؤں گا۔ یہ ہدایت کا پانا اور اس کیلئے کوشش اور نیکیوں میں آگے بڑھنا ہی اس زمانے کا جہاد ہے۔ جس کے لئے مسیح (-) ہمیں بلا رہے ہیں۔

اگر قرونِ اولیٰ کے مسلمان بچوں، نوجوانوں اور عورتوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر، بے خطر میدان جنگ میں کود کر، اسلام کا دفاع کیا تو آج (-) کے دفاع اور (-) کیلئے، ہمیں بھی (-) کی طرح پہلے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے، اپنے اعمال کو سنوار کر پھر اس جہاد میں کودنا ہوگا جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی پہچان کروائے۔ جو توحید کے قیام کا جہاد ہے، جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا جہاد ہے۔ آج مسیح (-) کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ہمیں تلوار کے جہاد کی طرف ہمیں نہیں بلا رہے۔ بلکہ اپنے نفسوں کے پاک کرنے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ صدق سے اپنے سلسلہ بیعت میں شامل ہونے کی طرف بلا رہے ہیں۔ (-) کی پاک تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے جہاد کی طرف ہمیں بلا رہے ہیں۔ یہ پیغام دنیا میں پھیلانے کا ہم تبھی حق ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے نفسوں کو پاک کرتے ہوئے نیکیوں میں آگے بڑھنے اور بڑھتے چلے جانے کے لئے مسلسل اپنی حالتوں پر نظر رکھیں۔

پس اے خدام احمدیت! آج مسیح زمان تمہیں کہہ رہا ہے کہ آؤ اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے محافظ بن جاؤ..............

آج ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے طلحہ جیسے ہاتھوں کی ضرورت ہے۔ وہ جو 28،27 سال کا نوجوان تھا جس نے اُحد کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ رکھ کر تیروں کو روکا اور تیروں سے زخمی ہونے کے باوجود اس لئے اُف نہیں کی کہ کہیں اُف کرنے سے ہاتھ اپنی جگہ سے ہل نہ جائے۔

آج ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے ابودجانہ جیسے بہادروں کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق ادا کر دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی۔ اور پھر جنہوں نے اپنا جسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے سامنے کھڑا کر لیا یہاں تک کہ تیروں کی بارش سے ان کا جسم چھلنی ہو گیا۔ گو آج زمانہ تیروں کے حملوں سے حفاظت کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ تلوار چلانے کا نہیں ہے۔ لیکن آج بھی ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے اس جوش اور جذبے کی ضرورت ہے جو ہمارے اسلاف نے دکھلایا تھا۔ اس زمانے میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، نیکیوں میں آگے بڑھتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے علمِ کلام سے لیس ہونے کی ضرورت ہے تا کہ (-) پر کئے گئے ہر وار کا مقابلہ کیا جائے اور کوئی تیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور جسم تک نہ پہنچنے دیا جائے۔

پس خدام الاحمدیہ بھی جو جرمنی کی خدام الاحمدیہ ہے یا یوکے کی خدام الاحمدیہ ہے جن کا آج اجتماع ہو رہا ہے یا دنیا میں کہیں بھی خدام الاحمدیہ ہے، ان کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح خواتین کی ذمہ داری ہے، لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی ترجیحات کو بدلیں۔ دنیاوی خواہشات میں آگے بڑھنے کے بجائے دین کے کاموں میں مسابقت کی روح پیدا کریں۔ دین میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کریں۔ (-) کے میدان میں آگے بڑھنے کا جوش پیدا کریں۔ **اس وقت دو سو، تین سو یا چار سو خدام کا مجلس انصار سلطان القلم میں شامل ہونا اور (-) کے کاموں میں آنا کافی نہیں ہے بلکہ پوری کی پوری خدام الاحمدیہ کو اس کام میں جھونکنا ہوگا** اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھنا ہوگا کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات ہو۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا جرمن قوم کا (-) کو سمجھنے کی طرف رخ ہو رہا ہے بلکہ تمام دنیا میں جہاں ایک طرف (-) کے خلاف منصوبہ بندیاں ہیں تو دوسری طرف توجہ بھی ہے۔ دنیا کا ایک حصہ (-) کو سمجھنا بھی چاہتا ہے اور (-) کی حقیقی تصویر صرف احمدی ہی پیش کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کام کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے نوجوان بھی فضولیات اور لغویات اور لہو و لعب کے پیچھے چل پڑے تو دنیا کے طالبانِ حق کو کون سنبھالے گا؟ اگر احمدی نوجوانوں کے کانوں میں ہر وقت آجکل کی ایجادات MP3 یا دوسرے ذرائع سے میوزک اور گانے سننے کیلئے Earphone لگے رہے تو آپ کے ماحول میں نیکیوں کو کون پھیلائے گا۔ کون ہوگا جو نیکیوں میں آگے بڑھ کر پھر پیچھے رہنے والوں کو اوپر کھینچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی ذات میں MP3 یا الیکٹرونکس کی جو دوسری ایجادات ہیں یہ بری نہیں ہیں۔ ان کا غلط استعمال برا ہے۔ ان کا صحیح استعمال ان میں دین کے حق میں مضبوط دلائل بھر کر کریں۔ پھر کانوں میں لگائیں اور سنیں تا کہ دلائل آپ کو یاد ہوں۔

پس ہمیشہ ایک احمدی نوجوان کے یہ پیشِ نظر ہونا چاہئے کہ اُس کا ایک بہت بڑا مقصد ہے اور اُس کے حصول کے لئے اُس نے اپنے عمل نیک کرنے ہیں۔ سچائی کو اپنا شیوہ اور خاص نشانی بنانا ہے۔ تعلیم کی طرف توجہ دینی ہے۔ دینی تعلیم بھی اور دنیاوی تعلیم بھی کیونکہ آج (-) کی فتح آپ کے علم سے جڑی ہوئی ہے۔ یا آپ کی (-) کے دفاع اور (-) کی خدمت آپ کے علم و معرفت میں بڑھنے، پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور اعلیٰ اخلاق اپنانے سے منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمانے کے بعد کہ تمہارا مطمحِ نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات ہونا چاہئے، فرماتا ہے کہ اَیْنَ مَا ...... کہ تم جہاں کہیں بھی ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ اگر تم نے اس مطمحِ نظر کو اختیار نہ کیا، اپنے آپ کو (-) کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنے کے بعد پھر اپنا مطمحِ نظر دنیا کی رنگینیوں کو رکھا اور سستیوں اور غفلتوں کو اپنے اس مطمحِ نظر کو حاصل کرنے میں روک بنائے رکھا تو پھر ایک دن اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے اپنے پاس لائے گا اور تمہیں ان غفلتوں اور سستیوں کا جواب دینا پڑے گا۔

پس آج ایک احمدی پر جو ذمہ داری ہے، جو فرائض اُس کے سپرد کئے گئے ہیں اُس میں اُسے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وارننگ دی ہے کہ ایک دن تم سب اکٹھے کئے جاؤ گے تو پھر جواب طلبی ہوگی۔ بڑی شرمندگی بھی ہوگی تمہیں، اور پکڑ بھی ہوگی۔ پس یہ ہمارے لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی کو بڑی فکر کرنی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں کو اپنی ترجیحات بدلنی ہونگی اور یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی کہ ہم نے اپنی بھی اور معاشرے کی بھی اصلاح کرنی ہے کیونکہ ہم صحیح (-) تعلیم کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم اس اہم بات کو سمجھنے والے بن جائیں اور دنیا کو روشنی دکھانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 22 جون 2012ء)

یہ رُوحانی خزائن ہیں

معارف اور دقائق ہیں، یہ روحانی خزائن ہیں
بہت گہرے حقائق ہیں، یہ روحانی خزائن ہیں
زمانے میں کتابیں تو بہت پھیلی پڑی ہیں پر
جو دہرانے کے لائق ہیں یہ روحانی خزائن ہیں
مسیح پاک نے بڑھ کر خزانے اس طرح بانٹے
گریزاں اب خلائق ہیں، یہ روحانی خزائن ہیں
فلک تک کی رسائی میں یہ ملفوظات رہبر ہیں
تو جنت کے جو سائق ہیں یہ روحانی خزائن ہیں
جو ان پر دسترس رکھیں فرازؔ ان پر یہ احساں ہیں
وہ ہر میداں میں فائق ہیں، یہ روحانی خزائن ہیں

اطہر حفیظ فراز

بقیہ از صفحہ 2: رسول کریم ﷺ کے حالات

ہے جس کے کھولنے کے بعد کسی اور قسم کی حقیقت ہم پر ظاہر ہوتی ہو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ ایسے انسان کی زندگی کے حالات قرآن کریم کے دیباچہ میں ضمنی طور پر مختصراً بھی نہیں بیان کئے جاسکتے۔ صرف اُن کی طرف ایک خفیف سا اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ خفیف اشارہ بھی اِس سے بہتر رہے گا کہ میں اس مضمون کو ہی ترک کردوں کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے آسمانی کتب کو صحیح معنوں میں لوگوں کے دماغوں میں راسخ کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اُس کے ساتھ اعلیٰ نمونہ بھی ہو اور سب سے اعلیٰ نمونہ وہی ہوسکتا ہے جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہو۔ یہ نقطہ باریک اور فلسفیانہ ہے اور بہت سے مذاہب نے تو اِس کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ چنانچہ ہندو مذہب ویدوں کو پیش کرتا ہے مگر ویدوں کے لانے والے رشیوں اور منیوں کی تاریخ کے متعلق بالکل خاموش ہے۔ ہندو مذہب کے علماء اِس کی ضرورت کو آج تک بھی نہیں سمجھ سکے۔ اِسی طرح عیسائی اور یہودی علماء اور پادری بڑی بیبا کی سے کہہ دیتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے فلاں نبی میں فلاں نقص تھا اور فلاں نبی میں فلاں نقص تھا۔ وہ یہ بات نہیں سمجھ سکتے کہ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کے لئے چنا جب وہ کلام اُس کی اصلاح نہیں کر سکا تو کسی دوسرے کی اصلاح کیا کرے گا اور اگر وہ شخص ایسا ہی ناقابل اصلاح تھا تو خدا تعالیٰ نے اُسے چنا کیوں؟ کیا وجہ ہے کہ کسی اور کو نہیں چن لیا؟ آخر خدا تعالیٰ کے لئے کیا مجبوری تھی کہ وہ زبور کے لئے داؤد کو چنتا۔ وہ بنی اسرائیل میں سے کسی اور انسان کا انتخاب کرسکتا تھا۔ پس یہ دونوں باتیں غیر معقول ہیں۔ یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ نے جس پر کلام نازل کیا وہ کلام اُس کی اصلاح نہیں کرسکا یا یہ خیال کر لینا کہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو چن لیا جو ناقابل اصلاح تھا یہ دونوں باتیں عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ مگر بہرحال مختلف مذاہب میں اپنے منبع سے دوری کی وجہ سے اِس قسم کے غلط خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ انسانی دماغ کی ترقی کے کامل نہ ہونے کے سبب سے پرانے زمانہ میں اِن چیزوں کی اہمیت کو سمجھا ہی نہیں گیا۔ مگر اِسلام میں شروع سے ہی اس امر کی اہمیت سمجھی گئی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہؓ تیرہ چودہ سال کی عمر میں آپ سے بیاہی گئیں اور کوئی سات سال کا عرصہ آپ کی صحبت میں رہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو اُن کی عمر ۲۱ سال تھی اور وہ پڑھی لکھی بھی نہیں تھیں لیکن باوجود اِس کے اُن پر یہ فلسفہ روشن تھا۔ ایک دفعہ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق تو کچھ فرمایئے تو آپ نے فرمایا كَانَ خُلُقُهٗ كُلُّهُ الْقُرْاٰنُ یعنی آپ کے اخلاق کا پوچھتے ہو جو کچھ آپ کہا کرتے تھے اُنہی باتوں کا قرآن کریم میں حکم ہے اور قرآن کریم کی لفظی تعلیم آپ کے عمل سے جداگانہ نہیں ہے۔ ہر خلق جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اُس پر آپ کا عمل تھا اور ہر عمل جو آپ کرتے تھے اُسی کی قرآن کریم میں تعلیم ہے۔ یہ کیسی لطیف بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اتنے وسیع اور اتنے اعلیٰ تھے کہ ایک نوجوان لڑکی جو تعلیم یافتہ بھی نہیں تھی اُس کی توجہ کو بھی اِس حد تک پھرانے میں کامیاب ہوگئے کہ ہندو، یہودی اور مسیحی فلسفی جس امر کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس امر کی حقیقت کو پاگئیں اور ایک چھوٹے سے فقرہ میں آپ نے یہ لطیف فلسفہ بیان کردیا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک راستباز اور مخلص انسان دنیا کو ایک تعلیم دے اور پھر اُس پر عمل نہ کرے یا خود ایک نیکی پر عمل کرے اور دنیا سے اُسے چھپائے اس لئے تمہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق معلوم کرنے کے لئے کسی تاریخ کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک راستباز اور مخلص انسان تھے جو کہتے تھے وہ کرتے تھے اور جو کرتے تھے وہ کہتے تھے۔ ہم نے اُن کو دیکھا اور قرآن کریم کو سمجھ لیا۔ تم جو بعد میں آئے ہو قرآن پڑھو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

مکرم محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب

میری زندگی کا یادگار واقعہ

سکھوں کے گردوارہ میں جمعہ اور والد صاحب کی نصائح

یہ میری زندگی کا یادگاری واقعہ ہے۔ یہ کوئی 1924-25ء کی بات ہے۔ میں اور میرا چھوٹا بھائی عبدالعزیز مرحوم اپنے گاؤں موضع بھامبڑی میں پرائمری جماعت میں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا سکول سکھوں کے حلقہ میں تھا۔ ہماری اور سکھوں کی برادری جٹ ریاڑ ایک ہی تھی۔ بڑا پُرامن زمانہ تھا۔ آپس میں میل ملاپ اور باہمی مراسم بہت اچھے تھے۔ گاؤں کے نصف حصہ میں مسلمان بستے تھے اور دوسرے نصف میں سکھوں کی آبادی تھی۔ مسلمان سارے اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ گاؤں میں صرف ہمارا گھر ہی احمدی تھا۔ ہمارا گاؤں قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہمارے والد صاحب ہر جمعہ قادیان پڑھا کرتے تھے۔ کسی مجبوری کی وجہ سے اگر نہ جاسکتے تو ہم دونوں بھائیوں کو ساتھ لے کر گاؤں کی مسجد میں جمعہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ ہماری اور اہلحدیث کی بیت الذکر مشترکہ تھی۔ گاؤں میں تین مساجد تھیں۔ اہلحدیث سارے ایک مسجد میں جمعہ ادا کرتے تھے۔ ہمارے حلقہ کی مسجد خالی ہوتی تھی۔ ہم وہاں جمعہ پڑھ لیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ہمارے والد صاحب جمعہ کے لئے قادیان نہ جاسکے تو ہمیں مدرسہ سے جو سکھوں کے حلقہ میں تھا۔ ساتھ لے کر آرہے تھے۔ راستہ میں سکھوں کا گردوارہ پڑتا تھا۔ جب ہم گردوارہ کے پاس سے گزر رہے تھے وہاں پر ہماری برادری کے سکھ سردار ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمارے والد چوہدری عبدالکریم صاحب کو دیکھ کر کہنے لگے میاں صاحب لڑکوں کو کہاں لے جارہے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ آج میں جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان نہیں جا سکا۔ اب ہم اپنی بیت الذکر جاکر اکٹھے جمعہ کی عبادت ادا کریں گے۔ سکھوں نے کہا کہ آج ہمارے گردوارہ کو رونق بخشیں اور اس میں عبادت کرلیں۔ والد صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہم نے ہاتھ منہ دھو کر نماز کے لئے تیاری کی۔ میرے چھوٹے بھائی عبدالعزیز نے اونچی سریلی آواز میں گردوارہ میں ندا کہی اور ہم گردوارہ کے ہال میں داخل ہوگئے اور سکھ بھی ہماری عبادت کا طریق دیکھنے کے لئے ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ ہال کے ایک کونہ میں گرنتھ بھی رکھا ہوا تھا۔

والد صاحب نے دنیا کی بے ثباتی پر پندرہ بیس منٹ پنجابی زبان میں خطبہ دیا کہ اصل زندگی موت کے بعد شروع ہوتی ہے اور موت کے بعد نیت کے مطابق انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ متشکل کرکے اسے دکھائے گا۔ اگلے جہاں کی کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ سب سے عقلمند وہ آدمی ہے جو اگلے جہان کے لئے تیاری کرتا ہے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اک نہ اک دن ہم نے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ سکھ صاحبان خوش تھے کہ ہم نے ان کے گردوارہ میں عبادت کی ہے اور خطبہ کی بھی تعریف کی کہ بہت اچھی نصائح کی ہیں۔

یہ میری زندگی کا یادگاری واقعہ ہے کہ ہم نے سکھوں کے گردوارہ میں جمعہ کی نماز ادا کی۔

جب یہ واقعہ یاد آتا ہے تو ساتھ ہی یہ شعر بھی یاد آجاتا ہے۔ ؎

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو
پھر دکھا دے ایک بار وہی صبح و شام تو

تقریب تقسیم انعامات

(دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ادارہ دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ربوہ کو سیشن جنوری تا جون 2012ء کی تقریب تقسیم انعامات مورخہ 21/اکتوبر 2012ء کو بعد نماز عصر ایوان محمود کے سیمینار ہال میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ تھے۔

تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد مکرم محمود احمد صاحب پرنسپل دارالصناعۃ نے رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے دارالصناعۃ اور اس میں کروائے جانے والے کورسز کا تعارف کروایا۔ نیز بتایا کہ طلباء کی فنی تربیت کے ساتھ ساتھ دینی اور معاشرتی تربیت کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ طلباء کے مابین کھیلوں کے مقابلہ جات نیز بزم ادب، علمی مقابلہ جات اور بزم حسن بیان کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے۔ ہر کورس کا دورانیہ 6 ماہ ہے۔ مقررہ کورسز کے علاوہ ڈرائیونگ اور کمپیوٹر کلاسز ایوان محمود میں جاری ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سیشن میں 33 طلباء نے اپنے کورسز کی تکمیل کی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ دارالصناعۃ میں ایک شعبہ پروڈکشن بھی قائم ہے۔ ایک آٹو ورکشاپ بھی کام کر رہی ہے جہاں پر ہر قسم کی گاڑیوں کی مکمل مرمت کے ساتھ ساتھ جنریٹر بھی مرمت کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح طاہر ہومیو پیتھک انسٹیٹیوٹ میں بیرون از ربوہ مریضان کی سہولت کیلئے ایک کنٹین بھی ہے۔ رپورٹ کے بعد محترم مہمان خصوصی نے نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ مکرم خواجہ سعادت احمد صاحب ڈائریکٹر دارالصناعۃ نے مہمان خصوصی، مہمانان اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ محترم مہمان خصوصی نے اختتامی دعا کروائی۔ آخر پر مہمانان کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

☆......☆......☆......☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ضلع راولپنڈی کی وفات

انتہائی افسوس اور دلی صدمہ کے ساتھ احباب جماعت کو یہ المناک اطلاع دی جاتی ہے کہ بزرگ خادم سلسلہ محترم فضل الرحمٰن خان صاحب امیر شہر و ضلع راولپنڈی مختصر علالت کے بعد 29/اکتوبر 2012ء کو لندن میں انتقال کر گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 82 برس تھی۔

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب ہر سال جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی غرض سے لندن جاتے تھے اور دو اڑھائی ماہ وہاں بچوں کے ساتھ گزارنے کے بعد وطن واپس آتے تھے۔ اس سال بھی آپ حسب معمول یکم جولائی کو لندن تشریف لے گئے تھے اور جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے بعد وہاں مقیم تھے اور ستمبر کے آخری ہفتے میں آپ کی واپسی متوقع تھی۔ الوداعی ملاقات اور وطن واپسی کی اجازت لینے کی غرض سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو حضور اقدس نے آپ کو مزید کچھ روز ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا جس کے بعد آپ نے پاکستان واپسی کا پروگرام موخر کر دیا۔ عیدالاضحیٰ سے ایک روز قبل 26/اکتوبر کو آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوئی تو آپ کو لندن کے ایک ہسپتال میں داخل کرادیا گیا ڈاکٹروں نے نمونیہ تشخیص کیا اس کے ساتھ ہی آپ کو درد گردہ کے باعث پیشاب آنے میں بھی تکلیف تھی اس لئے ڈاکٹروں نے فوری طور پر آپ کا ڈائیلیسز کیا۔ 28 اور 29/اکتوبر کو آپ کی طبیعت کچھ سنبھلی تھی مگر 29 کی دوپہر کے بعد پھر طبیعت خراب ہوگئی۔ آکسیجن لگائی گئی تو طبیعت میں کچھ بہتری پیدا ہوئی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد آپ کی طبیعت بہت خراب ہوگئی اور یوں چند روز بستر علالت پر رہنے کے بعد آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور آپ اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم فضل الرحمٰن صاحب کی خدمات کا دورانیہ نصف صدی سے زائد عرصہ میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ زمانہ طالب علمی ہی سے جماعت کے فعال رکن رہے اور تاحیات مختلف اہم جماعتی عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ مرکز سلسلہ میں آپ کو شوریٰ کمیٹی کے رکن اور مجلس مشاورت میں صدر اجلاس کے سٹیج پر معاون کے طور پر ہاتھ بٹانے کا متعدد بار موقع ملا۔ نومبر 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو راولپنڈی کا امیر شہر و ضلع مقرر فرمایا۔ اس سے قبل تقریباً ساڑھے چار سال تک آپ کو بطور نائب امیر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو خلافت ثانیہ، ثالثہ اور رابعہ اور اب خلافت خامسہ میں خلیفہ وقت کے قریب رہنے اور امام وقت کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کا شرف حاصل تھا۔ آپ کے دور امارت میں جماعت راولپنڈی نے ہر لحاظ سے بہت ترقی کی۔ آپ خلفائے احمدیت کے شیدائی اور فدائی تھے اور ان کے اشاروں اور ہدایات کے مطابق کام کرنے کو اپنے لئے باعث فخر اور اعزاز سمجھتے تھے۔

محترم فضل الرحمٰن خان صاحب کا جسد خاکی پاکستان لانے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ مرحوم کے پسماندگان میں آپ کی بیگم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ جو وفات کے وقت سب لندن میں موجود تھے اور انہیں علالت کے چند ایام میں آپ کی بھرپور خدمت کا بھی موقع ملا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

۞ دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔ اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جارہا ہے۔ مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جاسکے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

لاہور کیلئے ڈرائیور کی ضرورت ہے
معقول تنخواہ سنگل رہائش و کھانا دیا جائے گا
تجربہ کم از کم 15 سال ہو۔
آرمی کے ریٹائرڈ ڈرائیور کو ترجیح دی جائے گی
برائے رابطہ: 0476211707
03216702490

اطلاعات اعلانات

درخواست دعا

۞ مکرم عبدالباری صاحب بلوچ دارالعلوم شرقی برکت ربوہ اطلاع دیتے ہیں کہ میرے کزن مکرم عبدالسمیع خان صاحب بلوچ دارالعلوم شرقی نور ربوہ کو گردوں میں تکلیف ہے۔ ڈائیلاسسز طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں ہفتہ میں دو بار ہو رہے ہیں۔ کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ہمزلف مکرم ملک رفیع احمد صاحب اور نسبتی ہمشیرہ مکرمہ فرحانہ ملک صاحبہ کا واقفِ نو بیٹا عزیزم بشارت احمد مورخہ 7 ستمبر 2012ء کو بعمر 24 سال وفات پا گیا۔ مرحوم حضرت ملک مولا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے، مکرم ملک بشارت احمد صاحب واقف زندگی سابق مینیجر نصرت آرٹ پریس ربوہ کا پوتا اور مکرم بشیرالدین احمد خاکی صاحب کا نواسا تھا۔ مورخہ 8 ستمبر کو ٹوکیو میں مرحوم کی نمازِ جنازہ مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم انیس احمد ندیم صاحب مشنری انچارج نے اجتماعی دعا کروائی۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مرحوم کی نمازِ جنازہ غائب مورخہ 6/اکتوبر 2012ء کو بیت الفضل لندن میں پڑھائی۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ذہین اور خوش اخلاق، پنجوقتہ نمازوں کا پابند، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے والہانہ تعلق رکھنے والا، خاموش طبع، مخلص اور باوفا نوجوان تھا۔ یونیورسٹی میں کمپیوٹر سائنس میں software پروگرامنگ ایجوکیشن چار سال کی بجائے تین سال کے عرصہ میں مکمل کر لی تھی اور آجکل مزید تعلیم کے ساتھ ساتھ ملازمت کی تلاش میں تھا۔ مرحوم کو قرآنِ کریم کے جاپانی زبان میں ترجمہ کے سلسلہ میں بھی معاونت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نیز مجلس خدام الاحمدیہ ٹوکیو کے معتمد کے طور پر خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں والدین، نانی امی، اور ایک بہن چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات کو بلند کرے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع و غروب 2۔ نومبر

طلوع فجر	4:58
طلوع آفتاب	6:23
زوال آفتاب	11:52
غروب آفتاب	5:20

حب جدوار
ہر قسم کے سردرد کیلئے ہر قسم کے مضر اثرات سے پاک
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

سردیوں کی چنچل ورائٹی۔ قیمت آپ کی سوچ سے بھی کم
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ نزد (اقصیٰ چوک)
0092- 47- 6213312

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد 047-6211524
0336-7060580
starjewellers@ymail.com

گرم موسم کی گرم ورائٹی
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: 0092-476212310

حیات بقاپوری۔ ملنے کا پتہ
حضرت مسیح موعود کے جلیل القدر رفیق حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی خودنوشت سوانح عمری "حیات بقاپوری" کے نئے مکمل ایڈیشن کے ملنے کا پتہ نوٹ کر لیں۔
محمد سلیمان بقاپوری
102۔ ڈی۔ ماڈل ٹاؤن لاہور
0300-8459312,042-35882191

FR-10